خطاب: ابن امیر شریعت سید عطاء المؤمن بخاری　　　ناقل: مہدی معاویہ

پاکستان کے سیاسی و معاشی عدم استحکام کا اصل سبب نظامِ جمہوریت ہے

قسط نمبر ۲

اسلام ابدی و آفاقی دین ہے۔ بنی نوع انسان کے لئے ہے جب تک اس کرہ ارض پر اللہ کو انسان کا زندہ رکھنا مطلوب و مقصود ہے اس کی دنیاوی عقبیٰ کی کامیابی کا مدار اللہ کے احکامات پر ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر عمل کر کے ہی حاصل کرنا ہوگی اس کے بغیر ممکن نہیں۔

پاکستان اور دنیا بھر کا سیاسی و اقتصادی نظام مکمل طور پر کافرانہ ہے اس میں کفار نے اپنے مفادات رکھے ہیں کفر کے غلبہ کے لئے قانون سازی کے ذریعے تمام راستے بنائے ہیں وہ نظام جو انسانوں کی رائے کے ساتھ تشکیل پاتا ہو وہ اس نظام کیساتھ کیسے کہیں مل سکتا ہے جس میں سارا کچھ محض اللہ کی رضا کے لئے ہو۔ ایک آدمی دو لاکھ آدمیوں کا ووٹ لیکر اسمبلی میں جاتا ہے ان دو لاکھ آدمیوں میں صحیح العقیدہ مسلمان بھی ہیں اور کمزور عقیدہ کے مسلمان بھی جید علماء بھی اور دنیا پرست وعظ فروش بھی، اہل حق بھی ہیں، کمزور اور طاقتور بھی، جاہل اور عالم بھی ہیں کفار و مشرکین بھی ہیں اور فساق و فجار بھی جن کی اس معاشرے میں اکثریت ہے۔ اب بتایئے جب دو لاکھ انسانوں کا نمائندہ اسمبلی میں پہنچے گا تو وہ وہاں آئین سازی کرتے وقت کن لوگوں کا لحاظ کرے گا۔ وہ اپنے ووٹروں کو ناراض نہیں کر سکتا وہ اگر چاہتا ہے کہ میں ہمیشہ ان کا نمائندہ رہوں تو پھر اس کو ایسی بات کرنا لازم ہوگی جو سب کے لئے پسندیدہ ہو وہ ان کے اعمال و اخلاق اور اعتقادات پر بحث نہیں کریگا۔ وہ یہی کہے گا کہ نالیاں ٹھیک ہوجائیں سکول اور ہسپتال بن جائیں۔ یہ اس قسم کی باتیں کریگا۔ بظاہر یہ بہت عمدہ باتیں ہیں۔ سکول علم کے لئے ہے ہسپتال بیماری سے شفاء کے لئے ہے سڑکوں اور راستوں کی کشادگی انسان کی نفسیاتی زندگی اور دیگر شعبوں میں بہت سا حسن پیدا کر دیتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ سب چیزیں کس نظام کے تحت ہیں ان کی مقصدیت کیا ہے؟ یہ وسائل کہاں سے اور کس طریقے سے اکٹھے کئے جائیں گے سرمایہ کہاں سے آئیگا۔ طرز تعلیم کیا ہوگا۔ اس میں پڑھایا کیا جائیگا۔ ہسپتال جو بنایا جائیگا ظاہر ہے وہ مریضوں کے علاج کے لئے ہے لیکن وہاں کے ڈاکٹر کے اخلاق کی تربیت کہاں ہوگی؟ کن اصولوں پر ہوگی؟ وہ انسانیت کی بہتری کے لئے کس مرکزی نقطے پر ساری زندگی گذاریں گے۔

کافرانہ جمہوری نظام ان امور سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ مگر یہی اعلیٰ اقدار صرف اسلام ہمیں عطاء کرتا ہے وہ سب سے پہلے انسان کی بنیادی تربیت اس بات پر کرتا ہے کہ تمہارا وجود جو کچھ ہے وہ سب اللہ کے لئے ہے۔

قل ان صلاتی ونسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین

(ترجمہ) کہہ دیجئے کہ بے شک میری نماز اور میری زندگی اور میری موت اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار

ہے۔

ہمارا جینا مرنا، ہماری نمازیں، ہمارا حج اور ہماری ساری کی ساری زندگی اللہ رب العٰلمین کے لئے ہے۔ یعنی ہم نے زندگی کے تمام امور اللہ کے احکامات کے مطابق سرانجام دینے ہیں۔ کوئی مسلمان امور زندگی میں خود مختار نہیں۔ اختیار ہے تو صرف یہ کہ ہم اپنی مرضی سے اگر چاہیں تو اللہ کا بتایا ہوا راستہ، انبیاء علیھم الصلٰوۃ والسلام کا راستہ اختیار کرلیں، یا معاذاللہ، اللہ کے منکروں اور وحی والہام کے منکروں کا راستہ اختیار کرلیں۔

جب انگریز ہندوستان میں آیا تو ہمارے اکابر نے اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا آخر کوئی تو وجوہات تھیں جو ہمارے حق پرست اسلاف نے ان نصرانی حکمرانوں کے خلاف جنگ کی وہ ریل گاڑی اور لائن بنا گیا سڑکیں اور پل بنوا گیا جدید صنعت و حرفت کا تمام نظام آپکو دیکر گیا، بتایئے یہ کوئی بری باتیں تھیں اور ایسے حکمرانوں کے خلاف لڑنا بہ ظاہر عقل و دانش کی بات نہ تھی مگر ہمارے اسلاف نے انگریز حکمرانوں کے خلاف ہمہ جہت جہاد کیا آخر کیا وجہ تھی کہ وہ ان کے خلاف برسرپیکار ہوئے؟ کیوں پھانسی کے تختوں پہ خوشی سے جھول گئے اور شہادت کی موت قبول کی۔ کیوں گھروں کو چھوڑا، بیوی بچوں کو چھوڑا، راحت و آرام کی زندگی کو ترک کیا، کڑکتی جوانیاں کیوں جیلوں کی نذر سر کر ڈالیں، اپنے بچوں کو زندگی میں یتیم کردیا، یہ سوچنے اور غور و فکر کرنے کی باتیں ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ برصغیر کی مادی ترقی میں صرف ہونے والے وسائل ہمارے ہی تھے۔

انگریز نے اپنا کچھ نہیں خرچ کیا۔ اس نے نہ صرف ہمارے ان وسائل پر قبضہ کیا بلکہ خود اپنی تجوریاں بھریں۔ وہ یہ سب کچھ اس لئے کر رہا تھا کہ یہاں کے لوگوں میں اپنا اعتماد بحال کرے۔ مگر دوسری طرف وہ مسلمانوں سے وہ زندگی چھین رہا تھا جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے مطابق تھی۔ حیاء و شرم والی زندگی، عدل و تقویٰ والی زندگی، عقبیٰ میں نجات والی زندگی۔۔۔۔۔ کافر کے سامنے تو کوئی عقبیٰ نہیں ہے، کافر مرجانے کے بعد اللہ کے سامنے اپنے آپ کو محاسبے کے لئے پیش کرنے کا انکار کرتا ہے۔ وہ جو نظام بھی بناتا ہے اسی میں زندگی کا نفع حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے نتیجتًہ ایک درندگی وحشت و لالچ اور ایک حریصانہ طرز زندگی اس کے اندر پیدا ہوتی ہے اس لئے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے اسکو یہ اطمینان حاصل ہو کہ اگر میں یہاں بھوکا رہ گیا، میں نے ایثار کردیا، میں نے صبر کرلیا، توکل و قناعت اختیار کی اور دوسرے کا پیٹ بھردیا تو اس کے نتیجہ میں آخرت کے اندر مجھے بہت بڑا انعام ملے گا۔ جسکا میں تصور بھی نہیں کرسکتا۔ ایک ایسا آدمی جو عقبیٰ کے تصور کیساتھ زندگی گذارتا ہے اس کی زندگی نفسیاتی طور پر تمام محاسن اور خوبیوں کا مجموعہ ہوتی ہے اور دوسرا انسان جو عقبیٰ کے انکار پر زندگی کو استوار کرتا ہے وہ درندہ بن جاتا ہے وہ ظلم و استحصال کرتا ہے۔ دوسروں کو دھوکہ دیتا ہے اور لوٹتا ہے۔ پھر اس کی تمام برائیاں پورے معاشرے میں پھیل جاتی ہیں آپ جائزہ لیجئے ہم مسلمان ہوتے ہوئے تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد کتنی خوبصورت اقدار کے مالک تھے اس ملک میں ہمارے محلوں میں شرافت موجود تھی۔ حیا کا تصور موجود تھا۔ چھوٹے بڑے کا احترام موجود تھا، دینی روایات واقدار موجود تھیں۔ ہم زندگی میں بات کرتے ہوئے قرآن و سنت کا حوالہ دیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یا آپ کی طرز حیات کو حوالہ بناتے تھے، بحث ہوتی تو قرآن پر آکر ختم ہوجاتی، اس سے آگے کسی کو بات کرنے کی جرات نہ ہوتی گو حکومت ظالم کفار کی تھی۔ ہمارے بزرگوں کی یہی جنگ تھی انہوں نے ہمیں یہ شعور بخشا وہ ایسا نہ کرتے تو ہم بھی آج یہ جنگ نہ

لڑ رہے ہوتے۔ ہمارا ایمان محفوظ نہ ہوتا کادیانیوں، عیسائیوں اور یہودیوں کیساتھ جنگ کرنے کا کوئی سبب معلوم نہ ہوتا اگر ہمارے بزرگ یہ طرز زندگی اختیار نہ کرتے۔

انگریز آیا۔ اس نے آپ کی مادی ضروریات، آپ کے ذرائع رسل و رسائل آپ کے ڈاک و تار کا نظام اور معاشی نظام کن اصولوں پر استوار کیا اور اس کے بعد کونسا طرز زندگی دیا؟ پردہ اس معاشرہ میں موجود تھا۔ جدید تعلیم یافتہ گھرانوں کے بچے امریکہ اور لندن جا کر اس دور میں بھی پڑھتے تھے وہ اس زمانے کے کروڑوں اور کھربوں پتی لوگ تھے مگر ان کی خواتین اگر بے پردہ ہوجاتیں تو وہ مسلمان گھرانہ اپنی اس بہو بیٹی کے ساتھ قطع تعلق کرلیتا۔ کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے مسلمان عورت کے لئے غیر مردوں سے اس طریقے سے بے پردہ اور بے حجاب ہو کر اختلاط کو حرام قرار دیا ہے۔

وہ دین پر یقین رکھتے تھے۔ انگریز نے مخلوط نظام تعلیم دیا۔ لڑکے پڑھنے والے، عورتیں پڑھانے والی، لڑکیاں پڑھنے والی مرد پڑھانے والے، اس کے نتائج کیا نکلے اور معاشرہ کیا بن گیا؟ چلتے چلتے کہاں پہنچے ہو کہ آج پردے کو گالی کہا جاتا ہے اور اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اجھل الناس قسم کے لوگ جن کے وجود سے مرے ہوئے گدھے کی طرح بدبو کے بھبکے اٹھتے ہیں۔ وہ آج چوپالوں اور چوراہوں میں دین کے واضح حکم کے باوجود پردہ کے خلاف یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی کرتے نظر آتے ہیں۔ بے نظیر جیسی فرنگی تہذیب میں ڈوبی ہوئی عورت آج امت مسلمہ کی نمائندہ ہے۔ اور نواز شریف جیسا حکمران جو نمازیں تو اللہ کی پڑھتا ہے مگر اللہ کے دیئے ہوئے نظام کو نافذ کرنے کے معاملہ میں امریکہ سے ڈرتا ہے۔ کیوں نہیں سوچتے ہم اس طرز عمل کو؟

انگریز کے دور میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر کہنا جرم تھا۔ سزائیں ملتی تھیں۔ جیلوں کے دروازے کھل جاتے تھے۔ ہتھکڑیوں کی جھنکار اور لاٹھیوں کی بوچھاڑ ہوتی تھی۔ گولیوں کی سنسناہٹ میں سینوں سے ابلتے ہوئے خون کے فوارے پھوٹتے تھے اور پھانسی کے تختوں پر جھولتے ہوئے علماء کے لاشے ہوتے تھے۔ پاکستان بن جانے کے بعد آپ کے اس مطالبے کو کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، کتنی پذیرائی ملی؟ اس مطالبے کو قانونی حیثیت دلوانے میں کتنی قربانیاں دینی پڑیں۔؟ اس مطالبے کو منوانے کیلئے پاکستان کے مسلمان کہلانے والے حکمرانوں کے ہاتھوں ہی سے دس ہزار بے گناہ مسلمان کیوں شہید ہوئے؟ میں یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں اور آپ میں سے ہر مسلمان یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہے، آپ اپنی غور و فکر کی دنیا میں ڈوبیں اور اس کا جواب تلاش کریں۔ جواب ایک ہی ہے کہ یہ نظام انسانوں کا بنایا ہوا تھا کفار کا بنایا ہوا تھا۔ کفریہ نظام کے مفادات اور اسلامی نظام کے مفادات میں بعد المشرقین ہے۔ انسانی نظام میں نبوت و رسالت کا کوئی تصور نہیں۔ وہاں خدا کا کوئی وجود نہیں سارے یورپ اور امریکہ میں آپ جہاں کہیں بھی چلے جائیں نعوذ باللہ وہاں کوئی بھی آدمی نبوت کا دعویٰ کردے تو ان کے حکمرانوں کو کوئی پریشانی نہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ ہمارا (HADICK) مسئلہ نہیں۔ ہر شخص کو آزادیٔ رائے حاصل ہے اگر وہ اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہے تو اس کو ایسا کہنے کا حق حاصل ہے۔ اور اس کا نام انہوں نے بنیادی انسانی حق رکھ دیا ہے۔

اس کے برعکس اسلام ہمیں یہ اجازت قطعاً نہیں دیتا۔ انگریز مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر کہنے والے مسلمانوں

کو اسی لئے جیلوں میں ڈالتے تھے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارے نظام کے ماتحت مرزا جیسے لوگوں کو آزادیٔ رائے کا حق ہے۔ انکو یہ بات کہنے سے کوئی نہ روکے۔

جمہوریت (DEMOCRACY) میں کافر اور غیر کافر کی تفریق نہیں، حق و باطل کا کوئی معیار نہیں۔ وہاں تو مفادات کی جنگ ہے۔ جس طبقے کیلئے جمہوری نظام حکومت بنایا گیا ہے ملکی آئین میں اس کے مفادات محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ کوئی آدمی کھڑا ہو کر ان مفادات پر زور ڈالتا ہے تو ملک کا آئین اسکو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کہے، وہ تمام ملائکہ کا انکار کر دے۔ ان کی بلا سے ان کو کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ہاں وہ امریکہ کی جغرافیائی سرحد کا انکار کر دے۔ وہ امریکی قوم کے مفادات کا انکار کردے خواہ اس کے اندر بنی نوع انسان کے لئے کتنے ہی فوائد کیوں نہ ہوں وہ اس کو گرفتار کریں گے۔ مطلب یہ کہ جمہوری (اکثریتی) نظام بلا تخصیص معاشرہ کے جمہوری اصولوں اور قدروں پر استوار ہوتا ہے جبکہ اسلامی معاشرہ اللہ کے دیئے ہوئے احکامات، رسول اللہ ﷺ کی عطا کی ہوئی تہذیب اور اسکی قدروں پر استوار ہوتا ہے۔ یہ ایسا بنیادی فرق ہے جسے ختم کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ پاکستان بن گیا مگر نظام وہی کافرانہ اور جمہوری رہا۔ انگریز نکل گیا مگر کتا ہمارے کنویں میں پھینک کر بھاگا۔ نظام اب بھی وہی ہے جس نے سو سال پہلے دین کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔ اس نظام کو چلانے والے مسلمان ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس کی وجہ سے وہ کہاں کھڑے ہیں؟

آپ کے جمہوری معاشرہ میں کیا سلوک ہے دینی مطالبات کیساتھ؟ ابھی مجھ سے پہلے میرے دوست شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کے مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے۔ ہمیں اس شعور و فکر کو بیدار کرنا چاہیئے اس بات کا ابلاغ کرنا چاہیئے، لوگوں میں اس کی تبلیغ ہونی چاہیئے تاکہ وہ خود اپنے مسائل کو سوچ کر اپنے تمام بوجھ کو اتارنے کے قابل ہو جائیں۔ شناختی کارڈ میں مذہب کے کالم کے آجانے سے مسلمانوں کو جو فائدہ ہوتا ہے سو ہونا چاہیئے۔ سب سے زیادہ فائدہ قادیانیوں کو ہوگا کہ ان کے حقوق محفوظ ہو جائیں گے اور ان کی شہری حیثیت کی حفاظت ہوگی۔ ان کے معاشی، سیاسی اور اقتصادی تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ کوئی آدمی اپنے آپ کو شناختی کارڈ کے ذریعے قادیانی ثابت کرتا ہے تو ملکی آئین میں اس کی حیثیت اہمیت اختیار کر جاتی ہے کوئی دوسرا ان کے حقوق پر ڈاکہ نہیں ڈال سکتا۔ ان کو تمام تحفظات حاصل ہو جاتے ہیں مگر شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج نہیں کرنے دیا گیا؟ کیا وجہ ہے کہ مسلم لیگی حکومت نے وعدہ کرنے کے باوجود اس سے کھلم کھلا انحراف کیا جدید حالات، بین الاقوامی دباؤ اور تقاضوں کا بہانہ بنا کر یہ ظلم کیا گیا۔ اسلام کے نفاذ کو اپنے اقتدار کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ قادیانیوں نے پاکستان سے فرار ہو کر برطانیہ میں پناہ لی اور جھوٹ بول بول کر پوری دنیا کو دھوکہ دیا کہ پاکستان میں ان پر مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ وہ مظلوم بن کر دنیا کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود نامسعود سے جنم لینے والے اس فتنے کو برطانیہ نے کیوں پناہ دی۔ وہ اسلام کے نام پر چلنے والی دنیا کی کسی تحریک کے نمائندہ کو وہ تحفظات فراہم کیوں نہیں کرتا جو قادیانیوں کو دیئے گئے ہیں۔ برطانیہ، امریکہ اور جرمنی کو مرزا طاہر احمد کے پیروکاروں سے آخر کیا دلچسپی ہے؟ یہ سب ممالک اس کے محافظ اور وکیل کیوں بن جاتے ہیں؟ جرمنی کا سفیر بھاگا بھاگا آتا ہے اور آ کر پاکستانی حکومت سے یوں وضاحت طلب کرتا ہے جیسے پاکستان کی حکومت

جرمنی کے کسی محلے کے کونسلر کی حکومت ہو۔ وہ پاکستان سے پوچھتے ہیں کہ یہاں پر قادیانیوں کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں؟ یہاں انکو شہری حقوق نہیں دیئے جاتے؟ اس کا جواب دینا تو الگ بات تھی شرمناک بات یہ ہے کہ ہمارے حکمران ان کے سامنے ممیا ممیا کر ہاتھ جوڑ جوڑ کر صفائیاں دیتے رہے اور وضاحتیں بیان کرتے رہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ کیوں نہ ان کو جواب دیا کہ کون ہو تم ہمارے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے والے؟ یہ پاکستان کا اندرونی معاملہ ہے۔ قادیانیوں سے بھی پوچھا جاسکتا تھا۔ ان کی اس حرکت پر ملکی آئین کے تحت کیوں گرفت نہیں کی تاکہ تم نے بیرونی ممالک میں پاکستان کے سیاسی اور قومی مفادات کو نقصان پہنچایا ہے۔ حکومت نے بجائے ان کو بھگانے اور قادیانیوں کو پکڑنے کے الٹا یہ کام کیا کہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر وضاحتیں کیں۔

یہ بھی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ جس نظام کو لیکر ہم چل رہے ہیں اس کی وجہ سے ہم ان لوگوں کے سامنے ہاتھ جوڑنے پر مجبور ہیں جو اس نظام کے خالق و مالک ہیں۔ اسی نظام ریاست و سیاست کی وجہ سے، اس کی تہذیب و اخلاق کی وجہ سے پوری دنیا کو یہودیوں اور نصرانیوں نے اپنے قبضے میں لے رکھا ہے۔ جو آپ کی معاشیات پر قبضہ کرکے آپ کی محنت کے صلہ میں پوری قوم کی محنت کے صلہ میں اربوں کھربوں ڈالر بٹور لیتے ہیں، وہ آپ کو اس معاشی و اقتصادی قید سے کیوں آزاد کریں گے۔ اس تہذیب سے کیوں نکلنے دیں گے؟ وہ آپ کو ایسا نظام کیوں لانے دیں گے جو پوری انسانیت کو ان کے برعکس بالکل دوسرے سانچے میں ڈھالتا ہے۔ جو اس کائنات سے نفع حاصل کرنے کے لئے ایک اور طرزِ زندگی دیتا ہے۔ وہ اسے کس طرح قبول کرلیں کہ آپ انکی تہذیب کو چھوڑ کر اس تہذیب کو اختیار کریں جہاں مرد اپنی بیوی کے پاس تو بیٹھ سکتا ہے۔ اپنی بہن، خالاؤں، چچیوں، پھوپھیوں، کیساتھ تو بیٹھ سکتا ہے لیکن نامحرم عورتوں کے پاس جانے کی اجازت ہی نہیں ہے۔ پھر آپ کو بازاروں میں جنس کا ناچتا ہوا بھوت نظر نہیں آئیگا، پھر اخبارات کے فحش ایڈیشن شائع نہیں ہوں گے پھر ڈش اینٹینا نہیں آئیگا۔ یہ جو کھربوں ڈالر آپ نے ڈش اینٹینے کے ان کو دیئے ہیں وہ کیسے وصول کریں گے؟ جس مطالبے سے دینی قوتیں مضبوط ہوں اور دینِ اسلام کے نفاذ کا راستہ ہموار ہو وہ قطعاً ایسے مطالبے کو پنپنے نہیں دیں گے اور نہ ایسی تحریک کو قوت حاصل کرنے دیں گے یہی وجہ ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ انہوں نے نہیں بنانے دیا۔ مرزائیوں نے ملک سے باہر نکل کر انسانی حقوق کی نام نہاد عالمی تنظیموں کے سامنے واویلا کیا اور انسانی حقوق کے عالمی ڈاکوؤں کے سامنے منت سماجت کی، امریکہ نے پاکستان پر دباؤ ڈالا، ۸۵ء میں، ۸۸ء میں، ۹۰ء میں، پھر ۹۳ء کے اسی سال میں چار مرتبہ پاکستان کی حکومت سے کہہ چکا ہے، اس نے یہاں پر وفود بھیجے، سفیر بھیجے انہی کی رپورٹوں کے نتیجہ میں پاکستان کو دہشت گرد قرار دینے کی باتیں کی جانے لگیں۔ ہمارا سادہ مسلمان سمجھتا ہے شاید ملک میں ہونے والے جرائم، ڈاکہ، چوری، قتل کی وجہ سے ہمیں دہشت گرد کہا جارہا ہے جبکہ ان کا اشارہ واضح طور پر پاکستان میں قادیانیوں پر امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت لگائی گئی پابندیاں اور دیگر اسلامی قوانین کی طرف ہے کہ پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ میرا سوال ہے کہ کیا امریکہ، برطانیہ، یورپ، صومالیہ، بوسنیا اور تاجکستان سے بھی زیادہ یہاں انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں؟ خود امریکہ نے پوری دنیا میں دہشت پھیلا رکھی ہے۔ جس طریقے سے زبردستی لوگوں کو اپنے نظامِ سیاست و ریاست، اپنے نظامِ تہذیب و اخلاق میں جکڑنے

اور اسکو قائم رکھنے کے لئے دہشت ناک قسم کے طرزِ عمل کو اختیار کرتا ہے، اس سے بُرا کردار تاریخ میں نہ کہیں ملتا ہے اور نہ ملے گا اس کے باوجود پاکستان پر دباؤ ہے کہ یہاں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ وہ خلاف ورزی کیا ہے کہ ضیاء الحق شہید نے اپنے دورِ حکومت میں آٹھویں آئینی ترمیم کے ذریعے اسلامائزیشن کی، یعنی نفاذِ اسلام کی راہ ہموار کرنے کے لئے کچھ عملی اقدامات کئے۔ اس کے تحت شرعی عدالتوں کا قیام، حدود آرڈیننس، قصاص ودیت آرڈیننس اور امتناع قادیانیت آرڈیننس خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اگرچہ ان میں بہت سی خامیاں تھیں لیکن اس کے باوجود دین دشمنوں کو سخت تکلیف پہنچی۔

عام طور پر یہ کہا جارہا ہے کہ پاکستان میں صدر اور وزیراعظم میں اختیارات کا توازن نہیں مگر اصل میں ان کے درمیان پھانس وہی اٹکی ہوئی ہے کہ آٹھویں ترمیم کے تحت جو اسلامی دفعات ہیں انہیں ختم کیا جائے۔ خصوصاً جو پابندیاں قادیانیوں پر لگائی گئی ہیں، اور ان کیلئے اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کے راستے میں آئین کے تحت جو رکاوٹیں درپیش ہیں ان کو ختم کرنا مطلوب ہے۔ آج نواز شریف صاحب کو صدر کے اختیارات بہت زیادہ نظر آتے ہیں سوال یہ ہے کہ جب آٹھویں ترمیم کی گئی تھی نواز شریف صاحب تو اسوقت بھی موجود تھے تب کیوں نہیں بولے یہ جمہوریت زادے، اس وقت کیوں خاموش رہے؟ پھر اس کے بعد بے نظیر کا دور آیا اس کے پورے عہدِ اقتدار میں انہوں نے چپ سادھے رکھی۔ اب ایکا ایکی مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے کہ ان کو اپنے اختیارات کی کمی اور صدر کے اختیارات کے لامحدود ہونے کا احساس ہو گیا ہے۔

میں آپ کو پھر ایک مرتبہ کہوں گا کہ کوئی توازن اور عدم توازن کی بات نہیں ہے، یہ اسی نظام نے آپ کو کفر کی مصیبت میں ڈالا ہے۔ لسانی اور علاقائی تعصبات کو ہوا دیکر ایک مستقل جنگ شروع کر دی ہے۔ آپ سوچیں! امریکہ کیوں دباؤ ڈال رہا ہے؟ امریکہ کو قادیانیوں سے کیا دلچسپی ہے؟ قادیانیوں کو آپ کسی بھی حوالے سے دیکھیں یہ پاکستان کے نوے فیصد شہریوں سے زیادہ بہتر زندگی گزار رہے ہیں۔ معاشی و سماجی طور پر، علاج معالجہ، تعلیم و کاروبار، ملازمت، ہر قسم پاکستان کے دیگر شہریوں سے زیادہ بہتر حاصل ہیں۔ پھر کس بات کا واویلا ہے؟ بات وہی ہے جو میں نے عرض کی اور یہی جماعت کا مقصد و مشن ہے، اصل جنگ یہ ہے کہ اس ملک سے جمہوری نظام کو وہ کسی صورت ختم نہیں ہونے دینا چاہتے جس کی وجہ سے کفر کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اگر یہ نظام نہ ہوتا اسلام ہوتا تو کیا کبھی قادیانیت کا مسئلہ پیدا ہوسکتا تھا اور اگر پیدا ہو گیا ہوتا تو آج یہ مسئلہ مکمل طور پر حل ہو چکا ہوتا۔ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر طعن و تشنیع اور زبان درازی کی یہ حالت ہوتی؟ اسلام کے بارے میں ہرزہ سرائی کی کسی کو جرات ہوتی؟ سود کے بارہ میں بھونکنے والوں کی یہ جسارت ہوتی؟ قطعاً نہیں ہو سکتی تھی۔ اسی لئے کفار نے اپنی تقویت کیلئے جمہوری نظام وضع کیا ہے۔ پوری دنیا میں جہاں جہاں یہ نظام موجود ہے وہاں کفار غالب ہیں۔ مسلمان ہوتے ہوئے ہم نے کافرانہ طرز زندگی کو اپنایا۔ ہم مغلوب ہوگئے اور کفر کی تہذیب غالب آگئی۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، مجھے بتائیے، سوچئے، للہ سوچئے اور اس سوال کو ملک کے کونے کونے میں پہنچائیے۔ لوگوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھائیے کہ ہم کہاں کھو گئے ہیں؟ کیوں واپس نہیں آتے؟ ہماری تمام محنت برباد کیوں ہو رہی ہے؟ پینتالیس برس پہلے اتنے علماء نہیں تھے۔ اتنے مدارس و مساجد نہیں تھیں۔ واعظین و

مبلغین اتنی تعداد میں نہیں تھے ۔ اتنے مقرر و خطیب نہیں تھے اتنی دینی تنظیمیں بھی نہیں تھیں جتنی آج ہیں۔ مگر ماضی کے نتائج ہمارے حال سے بہتر۔ نئی نسل زانی ہے شرابی، چور اور ڈاکو ہے بد اخلاقی کا مرقع ہے اور دنیائے انسانیت کے ماتھے پر بدترین داغ ہے۔ پاکستان کا نام نہاد مسلمان چھ ماہ کی بچی کیساتھ بدکاری کرتا ہے۔ سگا باپ بیٹی کی عزت و حرمت کو پامال کرتا ہے یہ کیا ہوگیا؟ اخبارات میں یہ خبریں اب روز کا معمول ہیں۔ کیوں نہیں سوچتے تم؟ کیا تمہارے سوچنے کا وقت نہیں آیا ابھی؟

الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق

"کیا مسلمانوں کے لئے ابھی تک اسکا وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور اس کے کلمۂ حق کے لئے ان کے اندر درد اور شکستگی پیدا ہو اور وہ اپنے پروردگار کے آگے جھک جائیں"

کیا اس غلطی کو ختم کرنیکا وقت نہیں آیا؟ تم کس وقت کے انتظار میں ہو؟ جب یہ سیلاب بند توڑ کر، تمہارے گھروں کی دیواروں کو توڑ کر، تمہاری ہی آبروؤں کو پامال کر دے گا۔

دوستو! یہی وقت ہے بیدار ہونے کا اور پوری قوت سے کفر کا مقابلہ کرنے کا۔

اٹھو ورنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

موجودہ نظام ہندوستان کے ہندوؤں نے اور پورے یورپ و امریکہ کے یہود و نصاریٰ نے کیوں قبول کیا؟ وہ نظام اسرائیل کے یہودیوں نے کیوں قبول کیا؟ اس کے ذریعے سے اسلام آسکتا ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو کیا کفار اس کو قبول کر لیتے؟

کسی ایسے طرز عمل اور (SISTAM OF LIFE) نظام حیات کو کوئی کافر عاقل بالغ قبول نہیں کر سکتا جس کے ذریعے سے اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوتا ہو۔

پینتالیس برس میں پاکستان میں قوت کس کو ملی ہے؟ دین اور دین والوں کو یا کفر اور شرک والوں کو؟ یقیناً کفر اور شرک کرنے والے دین دشمنوں اور سیکولرسٹوں کو ملی ہے۔ قادیانیوں کو تقویت ملی ہے۔ بے حیا، زانی اور ڈاکو مضبوط ہوئے ہیں۔ رافضیت و سبائیت مضبوط ہوئی ہے۔ کفر و شرک کے دروازے کھلے ہیں اور اسے استحکام ملا ہے۔

جمہوری نظام کفر کی پرورش کرنیوالا ہے، اس میں ایک مسلمان کیلئے کچھ نہیں رکھا سوائے اس کے کہ وہ باقی ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس سے یہود و نصاریٰ ان کے ایجنٹ قادیانیوں اور تمام کفار و مشرکین کو تو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مسلمانوں کو نہیں۔

ہم پر اتنی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی جتنی حکمرانوں پر عائد ہوتی ہے۔ اس کے باوجود ہم تو اپنی جان و مال اور تمام توانائیاں لگا کر اپنا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ کسی پر احسان نہیں بلکہ اپنا فرض اداء کر رہے ہیں۔ اس فرض کی ادائیگی پر حکمران اور سیاست دان ہم سے ناراض ہیں۔ ہمیں ان لوگوں سے کبھی اچھی توقع نہیں رہی۔ ہم جانتے ہیں کہ جمہوری نظام میں ہمارا شمار مجرموں میں ہوتا ہے۔ **جاری ہے)**